گورنر جنرل عزت مآب غلام محمد کا لاہور میں ورود

ہوائی اڈے پر پرتپاک خیر مقدم

لاہور ۱۴ فروری: گورنر جنرل عزت مآب غلام محمد پنجاب کے بارہ روزہ دورہ پر آج صبح ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی سے لاہور تشریف لائے۔ ہوائی اڈے پر گورنر پنجاب، اسمٰعیل ابراہیم چندریگر، وزیراعلیٰ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ و دیگر وزراء اعلیٰ سول و فوجی حکام اور صوبائی مسلم لیگ کے زعماء نے آپ کا استقبال کیا۔ آج سہ پہر آپ نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور گنگا رام ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ کل شام آپ جہلم کے چھ روزہ دورے پر روانہ ہو جائیں گے۔ نیز آپ قائد آباد میں کپڑے کے ایک کارخانہ کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ نیز وہاں سے لائلپور اور ملتان بھی تشریف لے جائیں گے۔

بیگم جوناگڑھ کی درخواست ضمانت نامنظور کر دی گئی

نواب جوناگڑھ کی آئینی حیثیت کے متعلق وضاحت

کراچی ۱۴ فروری: سندھ چیف کورٹ کے چیف جج جسٹس کانسٹنٹائن نے نواب جوناگڑھ کی بڑی بیوی منور جہاں بیگم کی ضمانت پر رہائی کی درخواست نامنظور کر دی ہے۔ وہ آج کل اس بینہ الزام میں ماخوذ ہیں۔ کہ ان کی تیرہ سالہ نوکرانی کے قتل میں ان کا ہاتھ تھا۔ اس سے قبل عارضی ضمانت کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی تھی۔ عدالت نے اصل ضمانت کی درخواست پر فیصلہ اس لئے ملتوی کر دیا تھا۔ کیونکہ نواب جوناگڑھ کی آئینی حیثیت کا معاملہ وضاحت طلب تھا۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے جواب موصول ہونے پر عدالت نے درخواست نامنظور کر دی۔ حکومت کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بیگم صاحبہ قانون کی رو سے باہر قرار نہیں دی جا سکتیں۔ کیونکہ وہ کسی غیر ملکی نواب کی بیوی نہیں ہیں۔ ان کی ریاست پاکستان میں شامل ہو چکی ہے۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ فروری:- بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ اس سے قبل ۱۱ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ کو دو دن سے کچھ پیٹ میں درد کی شکایت تھی۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۱۴ فروری۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی طبیعت آج بھی بدستور ناساز ہے۔ نبض بے قاعدہ ہے نیز دل میں گھبراہٹ کے علاوہ بلڈ پریشر بھی کم ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

فرانس تیونس کو مکمل آزادی دینے کیلئے تیار ہے" فرانسیسی سفیر مقیم پاکستان کا مشروط اعلان

ٹیونس میں ۱۵۰۰ محبان وطن کی گرفتاری ۔ اب تک ۷۹ افراد ہلاک اور کئی سو زخمی ہو چکے ہیں

چاٹگام ۱۴ فروری: فرانس کے سفیر مقیم پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ فرانس تونس کو مکمل آزادی دینے کے لئے تیار ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ فرانسیسی باشندے جو تونس میں آباد ہو گئے ہیں ان کے تحفظ کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ آج انہوں نے ایک پریس ملاقات کے دوران میں تونس کے متعلق فرانس کی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید کہا کہ اس سلسلے میں قومی لیڈروں اور فرانسیسی حکومت کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے مجھے امید ہے کہ یہ معاملہ جلد طے ہو جائے گا۔ تونس سے آمدہ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ جنوب مغربی تیونس کے خلیفہ قتل کر دیئے گئے۔ اس سے قبل اس علاقے میں دو فرانسیسی افسروں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا جب سے تیونس میں قومی آزادی کی نئی مہم شروع ہوئی ہے۔ اور نو دستور پارٹی نے باقاعدہ جدوجہد کا آغاز کیا ہے۔ فرانسیسی حکام ۱۵۰۰ مقامی باشندوں کو گرفتار کر چکے ہیں۔ نیز مختلف ہنگاموں اور جھڑپوں میں ۷۹ افراد ہلاک اور کئی سو زخمی ہوئے ہیں۔

تعمیر و ترقی کی متعدد سکیموں کی منظوری

کراچی ۱۴ فروری:- آج یہاں وزیراعظم الحاج خواجہ ناظم الدین کی صدارت میں پاکستان کی اقتصادی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں بجلی پیدا کرنے نئی ریلوے لائن تعمیر کرنے اور دو ہسپتال بنانے کی متعدد سکیمیں منظور کی گئیں۔ رسول پن بجلی کی سکیم کو اس کی آخری شکل میں منظور کرتے ہوئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو ۱۰۰۰۰ کلو واٹ بجلی کا تیسرا سٹ لگانے کے متعلق مشورہ دے گی۔ نیز کونسل نے مشرقی بنگال میں برہمن بڑیا

ایک کروڑ ۱۰ لاکھ روپے کے خرچ سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں ایک ایک ہسپتال بنانے کی سکیمیں شامل ہیں۔ نیز کراچی میں ۴۰ لاکھ روپے کے صرف سے ایک پولی ٹیکنک قائم کرنے کی سکیم بھی

۵ اور چاندپور کے مقام پر اور پنجاب میں سیالکوٹ اور لائلپور کے مقام پر بجلی پیدا کرنے کی سکیموں کی بھی منظوری دی۔ بعض دوسری سکیمیں منظور کی گئیں۔ ان میں دو کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے سندھ میں ریلوے کی ایک براڈ گیج لائن تعمیر کرنا منظور ※

حکومت مصر نے احتجاجی مراسلوں کا جواب دیدیا

قاہرہ ۱۴ فروری: گزشتہ دنوں قاہرہ میں جو فسادات ہوئے تھے۔ ان کے خلاف بعض نقصانات کی بناء پر تیرہ ملکوں نے احتجاج کیا تھا۔ حکومت مصر نے ان تمام ملکوں کو ان کے احتجاجی مراسلوں کا جواب دیدیا ہے۔ مصر کے وزیر تعلیم عبد الخالق حسین پاشا نے حکم دیا ہے۔ کہ اس ہفتہ سے تمام یونیورسٹیاں اور مدارس وغیرہ کھل جائیں۔

علماء کانفرنس آج سے شروع ہو رہی ہے

کراچی ۱۴ فروری۔ وزیراعظم الحاج خواجہ ناظم الدین کل رات کو ساڑھے آٹھ بجے احتفال العلماء کا افتتاح فرمائیں گے۔ اس کا پہلا اجلاس مفتی فلسطین سید امین الحسینی کی صدارت میں منعقد ہو گا۔ اس میں مختلف اسلامی ممالک کے ۲۵ علماء شرکت کر رہے ہیں۔

سندھ میں گیہوں کی قیمتوں میں مزید کمی

حیدر آباد ۱۴ فروری: دو ہفتہ قبل سندھ میں گیہوں پر کنٹرول کا جو آرڈر نافذ کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں وہاں گیہوں کی قیمتیں اور گر گئی ہیں۔ اب وہاں گیہوں مختلف علاقوں میں گیارہ روپے سے ۱۴ روپے فی من تک فروخت ہو رہا ہے۔ بیوپاریوں اور مل والوں کے لئے اپنے ذخیروں کے متعلق تفصیلی اطلاع دینے کا آج آخری دن ہے۔ اس طرح جو ذخیرے معلوم ہونگے۔ انہیں اناج کی کمی دور کرنے کیلئے استعمال کیا جائیگا۔

قبائلی علاقے کا اقتصادی سروے مکمل ہو چکا ہے۔ اب حکومت گھریلو صنعتیں قائم کرنیکی متعدد سکیموں پر غور کر رہی ہے

پشاور ۱۴ فروری: گورنر سرحد الحاج خواجہ شہاب الدین نے آج شب قدر کے مقام پر مہمند قبائل کے ایک جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت نے قبائلی علاقے کا معاشی سروے مکمل کر لیا ہے۔ اب علاقے کو ترقی دینے کیلئے گھریلو صنعتوں کی متعدد سکیموں پر غور کر رہی ہے۔ وہ تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے اس علاقہ کو بہت جلد ترقی دینا چاہتی ہے۔ تاکہ یہاں کے لوگ پاکستان کے دوسرے علاقوں کی طرح تعلیمی و معاشی سہولتوں سے بہرہ ور ہو سکیں۔ قبائلیوں کی طرف سے جتنے بھی سکولوں کے کھولنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ حکومت اتنے ہی سکول کھولنے کا فوری انتظام کرے گی نیز طالب علموں کو نہایت فیاضی سے وظیفے دیئے جائیں گے۔ قبائلیوں نے گورنر کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل میں غیر معمولی تاخیر اور افغانستان کے حکمران طبقے کی خلاف پاکستان سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ الحاج خواجہ شہاب الدین نے قبائلیوں کو یقین دلایا کہ پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو اطمینان بخش طریقے سے طے کرنے کا تہیہ کر چکا ہے افغانستان کی مخالفانہ سرگرمیوں کے ضمن میں آپ نے فرمایا۔ بدخواہ ہمیشہ مخالفانہ سرگرمیاں جاری رکھ کر پھوٹ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہم ہر حال میں متحد رہنے کا تہیہ کر لیں تو دشمن اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے باشندوں کو خواہ وہ قبائلی ہوں یا کسی اور علاقہ کے رہنے والے اپنے خیالات اور عمل سے یہ ثابت کر دکھانا چاہیئے۔ کہ وہ واقعی آزادی کے حق دار ہیں۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس لاہور سے طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ —— الفضل —— لاہور

مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء

صانع کائنات

دنیا میں شروع ہی سے ایسے لوگ چلے آئے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ یہ دنیا آپ ہی آپ بن گئی ہے۔ مادہ ہے اس میں کچھ طاقتیں ہیں اور وہ حالات کے ماتحت مختلف صورتیں اختیار کر لیتا ہے۔ اس دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں ہے ایسے لوگوں کو عام طور پر دہریہ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو سمجھتے ہیں۔ کہ دہر کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ وہی انسان کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہی مار دیتا ہے۔ اسی طرح باقی جمادات نباتات اور حیوانات کا حال ہے۔ دہر ان کو ایک وجود میں لاتا ہے۔ اور پھر مختلف حالات کے مطابق ان کی ہیئت بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً پانی ہے۔ یہ دو گیسوں ہائیڈروجن اور آکسیجن کی آمیزش سے بن جاتا ہے۔ یہ دخانی اشیاء۔ یعنی ہائیڈروجن اور آکسیجن جوہروں سے وجود میں آتی ہیں۔ ہر ایک کے جوہر مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر قسم کا جوہر سمٹ کر ایک ہی قسم کی قوت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ قوت پھر موافق حالات میں مختلف عناصر کے جوہر بن جاتی ہے۔ اور بہت سے جوہر اکٹھے ہو کر عنصر یعنی ہائیڈروجن یا آکسیجن بن جاتے ہیں۔ اور پھر ہائیڈروجن اور آکسیجن مل کر پانی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر مختلف اشیاء ہیں اسی طرح آمیزش در آمیزش سے خود بخود وجود میں آتی ہیں اور آتی رہتی ہیں۔ ورنہ ان کا بنانے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ اس طرح عملی سائنس کے ذریعہ ہر چیز کی تاریخ کو لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جوں جوں عملی سائنس ترقی کرتی جاتی ہے۔ توں توں دنیا کو کسی بنانے والے کا خیال کمزور ہوتا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں انرجی قوت ہی ہر مادی چیز کی ابتدا ہے۔ قوت مادہ میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور مادہ قوت کی حالت میں واپس ہوتا رہتا ہے انرجی یا قوت خود بے سمجھ اور بے ارادہ چیز ہے۔

جب پوچھا جائے کہ اگر قوت بے سمجھ اور بے ارادہ چیز ہے۔ تو پھر یہ مختلف اشیاء کس طرح ظہور میں آ گئیں۔ جن میں ایک تجویز نظر آتی ہے۔ مثلاً اگر قوت ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ بے سمجھ اور بے ارادہ بھی ہے۔ تو یہ کیوں ہوتا ہے۔ کہ بینگن کے بیج سے بینگن کا درخت ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور آم کی گٹھلی صرف آم کا درخت ہی پیدا کرتی ہے۔ تو اس کا جواب وہ یہی دیتے ہیں۔ کہ یہ مختلف ماحولوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ کچھ قوت نے بینگن کے بیج کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور کچھ قوت نے آم کی گٹھلی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ جب ان دونوں قسم کے بیجوں کو زمین میں بویا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی اپنی خاصیتوں کے مطابق زمین سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنی خاصیتوں کے مطابق پھوٹتے اور نشوونما پاتے ہیں۔ اتفاقاً ایسا ہو گیا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔

ان لوگوں کو دراصل یہ مغالطہ لگا ہوا ہے۔ کہ چونکہ سائنس کے ذریعہ سے ہم نے اشیاء کے ارتقاء کی تاریخ کسی حد تک معلوم کر لی ہے۔ اس لئے ہم نے ہستی وجود کے تمام معمہ کو حل کر لیا ہے مثلاً انہوں نے یہ تو معلوم کر لیا ہے۔ کہ لکڑی میں میز بننے یا کرسی بننے کی خاصیتیں یا امکانات موجود ہیں۔ اور جب بھی کوئی لکڑی کی میز دیکھتے ہیں۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ لکڑی میں میز بننے کے امکانات تھے۔ اس لئے میز وجود میں آئی ہے۔ مگر میز کی ساخت کا علم یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ دہریوں کی یہی غلطی ہے۔ کہ وہ بعض اشیاء کی خاصیتیں یا امکانات معلوم کر لینے کو ہی علم کی انتہا سمجھ لیتے ہیں۔ میز کی صورت میں وہ کہتے ہیں کہ لکڑی جس میں میز بننے کی خاصیت تھی موجود تھی پہلے کلہاڑا سے کٹ گئی۔ پھر آری سے چیر کر تختے بن گئے۔ اور تختے جڑ کر میز کی صورت میں آ گئے۔ اسی طرح لکڑی کی کرسی کا حال ہے۔

اس طرح واقعی ہمیں میز یا کرسی کے ارتقاء کی تاریخ کا ایک پہلو تو معلوم ہو جاتا ہے مگر علم یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس سوال کا بھی حل درکار ہے۔ کہ بے شک لکڑی میں دونوں میز یا کرسی بننے کے امکانات موجود تھے۔ دونوں کے بنانے کے لئے تقریباً ایک ہی قسم کے ہتھیار مثلاً۔ کلہاڑا آری اور تیشہ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ میز میز بنتی ہے اور کرسی کرسی؟ اس کا جواب صاف ہے کہ لکڑی اور ہتھیار کے پیچھے ایک صاحب ارادہ ہستی ہے۔ جو لکڑی کے امکانات کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتی ہے۔ اور وہ چاہے تو ان امکانات اور ان ہتھیاروں سے لکڑی کی میز بنا دے۔ اور چاہے تو کرسی بنا دے۔

بے شک لکڑی میں میز کرسی، دروازہ کی چوکھٹ، شہتیر اور مختلف اشیاء جو انسان لکڑی سے بناتا ہے بننے کے سب امکانات موجود ہیں۔ اور ہتھیار بھی موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ یہ مختلف اشیاء بنتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان سب کے موجود ہوتے ہوئے کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے۔ کہ ہتھیار خود بخود چلنے لگے ہوں۔ اور لکڑی خود بخود میز یا کرسی یا چوکھٹ بن گئی ہو۔

سائنس کا یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ ہر چیز میں بجلی ہوتی ہے۔ اب فرض کیجئے ایک شخص آپ سے آ کر کہتا ہے کہ کل رات میں فلاں جنگل میں جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے پاس ہی ایک کھمبا زمین سے نکلا۔ اور اس کی چوٹی پر ایک بجلی کا بلب نکل آیا۔ اور وہ خود بخود روشن ہو گیا۔ اور تمام اردگرد بقعہ نور بن گیا۔ اس شخص کا بیان سن کر آپ کیا کہیں گے۔ یہی نا کہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ مگر ٹھہریئے اس میں آپ کے اعتقاد کے مطابق بکواس کی کونسی بات ہے۔؟ جب ایک ہی زمین میں سے بینگن کا درخت اور آم کا درخت خود بخود پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ زمین میں دونوں کے پیدا کرنے کے امکانات ہیں۔ تو جب زمین میں [illegible] طور پر بجلی موجود ہے۔ کھمبے میں جو مادہ خرچ ہوا ہے۔ وہ بھی موجود ہے۔ تو کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ زمین سے خود بخود کھمبے نکلا کریں۔ اور ان پر بلب لگ جایا کریں۔ اور اردگرد بقعہ نور بن جایا کرے۔ مگر آپ کہتے ہیں نہیں کھمبا اور بلب بنانے کے لئے انسان کی بنائی ہوئی مشینری چاہیئے۔ انجینئر چاہئیں تجویز کرنے والے چاہئیں۔ کھمبا لگانے والے اور بلب درست طور پر جلانے والے بجلی گھر سے تعلق رکھنے کے لئے تاریں اندازے سے لگانے والے۔ ذہن اور دماغ موجود ہونے چاہئیں۔ تب کہیں جا کر ایک کھمبا کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس پر لگا ہوا بلب روشنی دیتا ہے۔ یہ شخص بے وقوف ہے۔ خواب کی باتیں کر رہا ہے۔ کبھی ایسا ہو سکتا ہے؟

ہم مان لیتے ہیں یہ شخص بے وقوف ہے چلو آپ ہی بڑے عقلمند ہیں۔ بے شک ایک کھمبا اور بلب بنانے کے لئے انسانی ہاتھ کی بنی ہوئی مشینری اور پھر انسانی دماغ کی ضرورت ہے۔ تب کہیں جا کر جنگل میں منگل ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دیکھئے مالٹے کا درخت ہے کتنے خوبصورت طلائی رنگ کے مالٹے لگے ہوئے ہیں۔ ایک مالٹا ذرا توڑ لیجئے اوپر کا چھلکا اتار دیجئے۔ اندر سے کتنی حسین و نازک پھانکیں نکل آئی ہیں۔ ذرا ایک پھانک کو چیر دیجئے۔ کتنی نفیس رس کی مشکیں بھری ہوئی ہیں ان کو زبان پر رکھئے کتنی لذیذ ہیں۔ کتنی دلآویز خوشبو ہے کہ مشام جاں تک معطر ہو گیا ہے۔ اب ذرا کسی ڈاکٹر سے پوچھئے کہ آپ نے مالٹا کھا لیا ہے۔ اس کا کوئی نقصان تو نہیں ہوگا۔ اجی نقصان کب یہ تو آپ کی زندگی میں افزائش کرے گا۔ اس میں فلاں فلاں وٹامن ہے جو انسانی جسم کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اب فرمایئے کہ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ جنگل میں بجلی کا کھمبا خود بخود نکل آیا۔ وہ زیادہ بیوقوف ہے۔ یا وہ جو یہ کہتا ہے۔ کہ یہ ننھی منی لذیذ رنگین اور خوشبودار رس کی مشکیں خود بخود بن گئی ہیں پھر خول در خول پیکنگ خود بخود بغیر کسی مجوز دماغ کے معرض ظہور میں آ گئے ہیں۔ یہ درخت کے پتے یہ تنا۔ یہ جڑیں آپ ہی آپ بن گئے ہیں۔ آپ ہی بتایئے۔ کہ دونوں میں سے زیادہ بے وقوف کون ہے؟ وہ جو کہتا ہے۔ کہ یہ پتے پھول پھل یہ مٹی ہوا۔ پانی۔ آگ۔ یہ سورج چاند ستارے خود بخود بن گئے ہیں۔ یا وہ جو کہتا ہے کہ جنگل میں خود بخود بجلیاں جل اٹھیں۔

بے شک مالٹے کا بیج قوت کے ایک خاص اجتماع کی وجہ سے ظہور میں آیا ہے۔ یہ بھی ہم مانتے ہیں۔ کہ ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھوں نہیں کروڑوں اربوں بلکہ پدموں سالوں کی تاریخ اس ایک بیج کے پیچھے ہے۔ مگر کیا علم یہیں ختم ہو جاتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک مجوز کائنات کو نہ مانا جائے جب ذرا سی میز بنانے کے لئے وجود لکڑی کے امکانات کے اب ایک مجوز دماغ کا وجود ضروری سمجھتے ہیں تو یہ رنگا رنگ دنیا جس میں ایسے ایسے اصول کام کر رہے ہیں کہ انکا ان کا کروڑواں حصہ بھی انسان کو معلوم ہو جاتا ہے تو اچھلنے لگتا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اس دنیا کے بنانے والے اس کے پیچھے جو مجوز دماغ ہونا چاہیئے۔ اس کو تسلیم نہ کریں۔ یہ تو محض عقلی سوال ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم ایسی ہستی کو نہ مانیں؟ آخر یہ کیا تک ہے کہ انہیں مسلمات سے عقل ایک صورت میں تو ایک نتیجہ نکال لیتی۔ اور دوسری صورت میں دوسرا۔ اگر عقل کے نتائج میں کوئی توازن ہوتا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں ایک ہی قسم کا نتیجہ نکلنا چاہیئے۔

یہ تو علم کی عقلی حد ہے۔ مگر علم یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ علم کا ایقانی درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب عقل کے نتائج کو ہم محسوس بھی کریں۔ اسلام یہی نہیں کہتا کہ اس کائنات کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیئے۔ اس لئے اس کو مان لو۔ بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ ایسا راستہ بھی موجود ہے۔ جس کو اختیار کر کے تم صانع کائنات کو محسوس کر سکتے ہو۔ اسی طرح جس طرح تم مادی مظاہر کو حواس خمسہ سے محسوس کرتے ہو۔ علم کا حقیقی مقام یہی ہے۔ مگر جو لوگ بیج کی تاریخ میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ ان کے لئے بڑی مشکل ہے۔

خطبہ جمعہ

خطبہ نمبر ۶

جو اخلاقِ فاضلہ دُنیا سے مٹ چکے ہیں انہیں ہم نے دوبارہ قائم کرنا ہے

قومی اخلاق کو بلند کرنے کے لئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۵ جنوری ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ - مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سے برابر مختلف عوارض میں مبتلا رہنے کی وجہ سے میری طبیعت کمزور ہے۔ جس کی وجہ سے میرے لئے کھڑے ہو کر بولنا مشکل ہے۔ ابھی تک میرے اپنے نزدیک مرض کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی کیونکہ عوارض بدلتے چلے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ تکلیف اس حد تک پہونچ جاتی ہے۔ کہ کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ نہ تو میں بلند آواز سے بول سکتا ہوں۔ اور نہ دیر تک بول سکتا ہوں۔

ہماری جماعت خصوصاً اور عام مسلمان عموماً جس قسم کے حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ وہ ہر ایک ایسے شخص کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ جس کے دل میں کچھ بھی ایمان یا

قومی احساس

موجود ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ فردی ضرورتیں جس طرح انسان کے سامنے ہر وقت رہتی ہیں۔ اور وہ ان کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ قومی ضرورتوں کا احساس اس کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے بلکہ صفر کے برابر ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر قوم اور اس کی ضرورتوں کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے لالچ اور طمع کی وجہ سے قومی اخلاق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ غرض مرض کی طرف لے جانے والی طاقت زیادہ ہے۔ اور صحت کی طرف لے جانے والی طاقت کم ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہجرت کے ایام میں جو مظالم ایک دوسرے پر مختلف قوموں نے توڑے ہیں۔ ان کی وجہ سے چوری اور ڈاکہ لوگوں کے لئے ایک بالکل معمولی بات ہو گئی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس اثر سے

ہماری جماعت بھی محفوظ نہیں

مثلاً جلسے قادیان میں بھی ہوتے تھے۔ مگر وہاں چوری کی جتنی وارداتیں ہوتی تھیں۔ وہ ان وارداتوں سے بہت کم تھیں۔ جو یہاں ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس قسم کی وارداتیں کرنے والوں میں سے بہت سا حصہ ان لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جو ربوہ کے سڑک پر ہونے کی وجہ سے باہر سے یہاں آجاتے ہیں۔ اور

عادی مجرموں کے لئے

کمائی کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ قادیان میں یہ صورت نہیں تھی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس میں ایک حصہ احمدی کہلانے والوں کا بھی ہوتا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ بعض ایسے احمدی ہیں۔ جنہوں نے لوٹ مار میں حصہ لیا ہے۔ اور اس قسم کے جرائم میں احمدیوں کا حصہ پہلے کی نسبت زیادہ ہے۔ اسی طرح جلسہ کے بعد اور پہلے بھی ایسے واقعات ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے دوستوں کو اس بات کا جتنا احساس پہلے تھا کہ کسی کا مال اٹھانا ناجائز ہے ۔ اب بعض احمدیوں میں اتنا احساس نہیں رہا۔ اور یہ بات

نہائت خطرناک

ہے:-

ہم نے دنیا کے سامنے یہ نمونہ پیش کرنا تھا کہ اخلاق فاضلہ دنیا سے مٹ گئے تھے۔ اب جماعت احمدیہ اخلاق فاضلہ پر قائم ہے۔ اور ہر نیا تغیر جو رونما ہوتا ہے۔ ہر خرابی جو پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ہم بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ تو ہم دنیا کے سامنے نمونہ پیش کیسے کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے

جرائم میں قومی اثر

بھی ضرور داخل ہوتا ہے۔ مثلاً چوری ہے ڈاکہ ہے ۔ یہ ایک شخص کا فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسا فعل کرنے والوں کو اس کے ہمسائے بھی جانتے ہیں۔ اگر سارے لوگوں کے اندر غیرت پیدا ہو جائے اور احساس پیدا ہو جائے تو ایسے لوگوں کا پکڑا جانا آسان ہے۔ مثلاً حرام خوری ہے۔ دوکاندار ٹھگی کرتے ہیں وہ اچھی چیز میں خراب چیز کی آمیزش کر دیتے ہیں۔ تو اس کا ہر گاہک کو پتہ ہوتا ہے۔ اگر ہر شخص بجائے یہ کہنے کے کہ مجھے مصیبت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا

مقابلہ کرنے کے لئے

تیار ہو جائے۔ اور کہے کہ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ تو دیکھ لیں۔ ایسے لوگ فوراً اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اگر ایک شخص کی آمد پچاس روپے ماہوار ہے۔ اور اس کا خرچ ستّر۔ اسّی روپے ماہوار ہے۔ تو کیا یہ چیز اس کے ہمسایوں کو نظر نہیں آتی۔ وہ یقیناً حرام خوری کرتا ہے۔ یا کسی کا مال چراتا ہے۔ چوروں کے پاس مال جمع نہیں ہوتا۔ چور اور ڈاکو دوسروں کا مال اڑاتے ہیں۔ اور کھا لیتے ہیں۔ اور جب وہ چوری کا مال کھائیں گے۔ تو کیا محلہ والوں کو یہ بات نظر نہیں آئے گی۔ کہ وہ حرام کھاتے ہیں۔ دو شخص پچاس پچاس روپے ماہوار کماتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص تو روکھی سوکھی روٹی کھا کر گزارہ کرتا ہے۔ لیکن دوسرا شخص گوشت اور پلاؤ اڑاتا ہے۔ تو صاف نظر آجائے گا کہ وہ زائد خرچ کہاں سے لاتا ہے۔ محلہ والے نگرانی کریں۔ تو اخلاق درست ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص آوارہ پھرتا ہے۔ وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ تو محلہ والوں کو چاہیئے کہ اس کی

نگرانی کریں

اور اسے کوئی کام کرنے پر مجبور کریں۔ کسی کا بیٹا بے کار ہے یا کسی کا بھائی بے کار ہے۔ تو وہ کہاں سے کھاتا ہے۔ وہ یقیناً چوری کرے گا۔ کسی کا مال اٹھائے گا۔ خود بھی کھائیگا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلائے گا۔ غرض اس قسم کے جرائم اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتے جب تک کہ قوم

افراد کی اصلاح

سے غافل نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بعض تعزیرات ایسی بھی مقرر کی ہیں۔ کہ جرم خواہ ایک شخص کرے۔ لیکن سزا سارے محلہ والوں کو دی جائے۔ یہودیوں میں بھی اس قسم کی سزائیں تھیں۔ بائیبل سے پتہ لگتا ہے کہ بعض جرائم میں سارے محلہ والوں یا گاؤں والوں کو سزا دی جاتی تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے افراد کی اصلاح کی کوشش نہیں کی تھی۔ بعض جرائم کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اگر محلہ والے احساس رکھتے۔ اور افراد کی

اصلاح سے غافل

نہ ہوتے۔ تو وہ جرائم نہ ہوتے۔ اگر اس قسم کا کوئی جرم ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ محلہ والوں نے دیدہ دانستہ اس جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور یہ حالت نہائت خطرناک ہے۔ تم غور کرو کہ ایک بیج تھوہر کا یا آک کا کہیں پڑ جاتا ہے۔ تو کتنی تھوہریں اور آک پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس مت خیال کرو۔ کہ یہ چھوٹی چیز ہے۔ اگر ایک ٹھگ۔ چور۔ یا خائن پیدا ہو جائے۔ تو لازمی ہے کہ وہ ایک سے دو دو سے تین اور تین سے چار ہو جائیں گے۔ شیطانی چیز کے لئے محنت نہیں کرنی پڑتی۔ روحانی چیز کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ چونکہ روحانی کاموں کے بدلے موت کے بعد ملتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی آواز کو سننے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔

روحانی کاموں کا بدلہ

ایسے زمانہ میں دیا جاتا ہے جو نظر نہیں آتا۔

لیکن شیطان نقد و نقد دیتا ہے۔ چوری کی۔ اور پلاؤ اور پکوڑے وغیرہ مل گئے۔ ڈاکہ ڈالا اور کپڑا اور اس قسم کی دیگر اشیاء مل گئیں۔ دوکاندار نے حرام خوری کی۔ مثلاً اچھی چیز میں خراب چیز کی آمیزش کر دی۔ یا اچھی چیز کی بجائے کوئی ناقص چیز دیدی۔ تو اسے دو روپے زیادہ مل گئے۔ شیطان کے پیچھے لگنے سے تو لقمہ جلد مل جاتا ہے۔ اور خدا کے پیچھے لگنے سے تو لقمہ جلد نہیں ملتا۔ بلکہ روحانی کاموں کا اجر بہت دیر سے ملتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے پیچھے چلنے والے تھوڑے ہوتے ہیں اور شیطان کے پیچھے چلنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ شیطان کا لگایا ہوا بیج جلد پنپتا ہے۔ لیکن

خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا بیج

دیر سے اُگتا ہے۔ لیکن ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ بدی کا پھل جلد ہی مل جاتا ہے۔ لیکن سڑ بھی جلد جاتا ہے۔ اس لئے تمہیں اسبات سے تسلی نہیں پا جانی چاہیئے کہ ایک دو بیج ہیں۔ ان سے کیا بنتا ہے۔ وہ آج ایک ہے۔ تو کل کو ہزار ہوگا۔ شیطانی کاموں کے لئے قربانی اور ایثار کی ضرورت نہیں ہوتی قربانی اور ایثار کی ضرورت خدائی کاموں کے لئے ہوتی ہے۔ شیطان کو نبی بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شیطانی باتیں خود بخود چلتی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان میں ہر ایک کو مزا ملتا ہے لیکن خدا تعالےٰ نبی بھیجتا ہے۔ انہیں ماریں پڑتی ہیں دکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات انہیں جانیں دینی پڑتی ہیں۔ اس طرح بڑی قربانی اور ایثار کے بعد ایک جماعت بنتی ہے۔ اور شیطان اسے کچھ خراب کر دیتا ہے۔ انبیاء نے اپنے اپنے زمانہ میں ترقی کی۔ لیکن جب ان کا زمانہ ختم ہونے کا وقت آیا۔ تو شیطان نے کتنی جلدی انہیں ختم کر دیا۔ غرض شیطانی آواز کی طرف لوگ جلد آتے ہیں۔ کیونکہ انہیں تر لقمہ ملتا ہے وہ آخرت کو بھول جاتے ہیں اس لئے

میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور قومی احساس پیدا کرے۔ یہ عیب کسی جماعت اور گروہ میں بھی اچھے نہیں۔ چوہڑے اور چماروں میں بھی یہ عیوب اچھے نہیں لگتے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ عیب خدائی جماعتوں میں پیدا ہو جائیں۔ جب تک جماعت قومی طور پر جدوجہد کر کے ان عیوب کا قلع قمع نہ کرے۔ اصلاح مشکل ہے۔ اگر ایک شخص سامان چراتا ہے۔ تو اس کے ہمسائیوں کو بھی وہ سامان نظر آسکتا ہے۔ اگر وہ ذرا احتیاط کریں۔ تو چور پکڑا جا سکتا ہے۔ اور ان عیوب کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر سے خط و کتابت کریں

جامعۃ المبشرین میں ایک دلچسپ تقریب

رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کی ایک اہم تقریر

مرتبہ مکرم محمد شفیع صاحب اشرف جامعۃ المبشرین ربوہ

مورخہ ۷ فروری بروز جمعرات ½۲ بجے جامعۃ المبشرین کے ہفتہ واری جلسے میں مشرقی افریقہ کے رئیس التبلیغ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل نے "مشرقی افریقہ اپنے سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے احمدیت کی تبلیغ کے لئے کس قدر ساز گار حالات رکھتا ہے" کے موضوع پر نہایت اہم اور پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ آپ نے وہاں کے جغرافیائی اور سیاسی حالات پر شرح و بسط سے روشنی ڈالتے ہوئے اور اسلام اور عیسائیت کی طرف سے تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو امید دلائی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ دن دور نہیں۔ جب کہ مشرقی افریقہ کے لوگ اسلام کی پُر امن اور مقدس آغوش میں آکر خدا اور اس کے رسولؐ کے جھنڈے کو بلند کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ مشرقی افریقہ کے شمالی علاقہ میں اسلامی عنصر کا زور ہے۔ اور نچلے حصے میں عیسائیت کا غلبہ ہے۔ نیاسالینڈ اور قریبی حلقوں میں عیسائی زیادہ ہیں۔ کانگو کے علاقہ میں مذہبی لحاظ سے آزادی نہیں۔ اگرچہ وہاں کچھ احمدی ہیں۔ لیکن زیادہ تر رومن کیتھولک ہیں۔ جو اتنے تنگ نظر ہیں کہ دوسروں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر ان علاقوں میں فی الحال اسلام کی تبلیغ کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ہم افریقہ کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ آئندہ زمانے میں اگر سختی سے کسی جگہ ہوا۔ تو وہ مشرقی افریقہ میں ہی ہوگا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس قسم کا خیال عام ماہرین میں بھی پایا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اسلامی حکومتیں اسبات کو بالخصوص مدنظر رکھ رہی ہیں اور انہی حالات کی بناء پر وہاں "مسلم ویلفیئر سوسائٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ موجودہ بین الاقوامی حالات کی بناء پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشرقی افریقہ آئندہ سیاسی لحاظ سے بیس (Base) کے طور پر کام کرے گا۔ تقسیم ہند کے بعد جبکہ انگریزوں کی پوزیشن کمزور ہو چکی ہے۔ اور فلسطین ایران اور مصر کی سیاسیات کی وجہ سے وہاں سے ان کو نکلنا پڑا ہے۔ وہ تمام افسر جو پہلے ان ملکوں میں تھے۔ اب اس جگہ لاکر آباد کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح فوجی سٹورز زیادہ سے زیادہ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ انگریزوں کا خیال ہے کہ آئندہ جنگ کے لئے اس علاقہ کو بہترین طریق پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ علاقہ دشمن کی زد سے بہت حد تک محفوظ ہے۔ اسی لئے وہاں

اس قسم کی سڑکیں بھی تیار ہو رہی ہیں کہ اگر ساؤتھ افریقہ سے براہ راست سویز تک فوجیں وغیرہ بھجوانے کی ضرورت ہو تو مشکل نہ پڑے ان حالات اور علاقہ کی اہمیت کی وجہ سے انگریز اس طرف زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ اور ان کی طبعی خواہش ہے۔ کہ یہاں عیسائیت کا غلبہ ہو۔ اور اسلامی عنصر ختم ہو جائے۔ لیکن برملا طور پر نہ وہ ایسا کرتے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ افریقہ کا ایک حصہ تو U.N.O. کے ماتحت ہے اور اسی طرح انگریزوں کے علاوہ وہاں دو اور قومیں بھی آباد ہیں۔ یعنی افریقن اور ہندوستان اور پاکستان سے گئے ہوئے لوگ۔ وہاں کی حکومت میں اگرچہ انگریزوں کا دخل زیادہ ہے تاہم ان تینوں قوموں کا حصہ ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر انگریز ان دو قوموں کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ حکومتی مفاد کی خاطر مل جل کر رہیں۔ اسی طرح کینیا جس کو آبادی پاکستانیوں اور ہندوستانیوں نے کیا ہے۔ اور جہاں کی تجارت وغیرہ بھی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر انگریز وہاں سے ان کو نکال دیں تو ایک ایسا خلا پیدا ہو جائے گا۔ جس کے برداشت کرنے کی تاب خود انگریزوں میں بھی نہیں۔ اسی بناء پر خود انگریزوں کو یہ خدشہ رہتا ہے۔ کہ اگر ہم نے ان لوگوں کو ناراض کر دیا۔ تو اس سے خود ہمارا رہنا بھی بڑا مشکل ہو جائیگا۔

سواحیلی علاقہ میں مسلمانوں کا اثر ہے۔ یہاں سے جو ہندو لیڈر مثلاً سر دیبی نائیڈو وغیرہ وہاں گئے ہیں انہوں نے وہاں کے ہندوؤں کو بھی مسلمانوں سے بہتر تعلقات رکھنے کے لئے کہا ہے۔ بلکہ یہ بھی انہیں نصیحت کی ہے کہ اگر وہ افریقنوں کو اپنے قریب لانا چاہتے ہیں۔ تو پھر بھی مسلمانوں کی مدد کریں۔ اندرون ملک کی سیاسی پوزیشن اور تین قوموں کے اس قسم کے گہرے اختلاط کی وجہ سے وہاں اسلام کی تبلیغ کے لئے وسیع میدان ہے۔ وہاں کے تعلیم یافتہ افریقن بھی اگرچہ وہ مشن سکولوں سے ہی پڑھے ہیں۔ انگریزوں کو پسند نہیں کرتے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اور بعض اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ کہ اگر انہیں سربلندی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اس کا ذریعہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔

افسوس ہے کہ افریقہ کے ایک حصہ میں جب بعض عرب قبیلے گئے۔ تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو غلام بنانا شروع کر دیا۔ جس کی بناء پر عیسائیوں کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں کافی مدد ملی۔ اور اس طرح افریقنوں کو بھی اسلام سے کسی حد تک بُعد ہو گیا۔ لیکن اب جب کہ ان میں تعلیم کا شوق بڑھ رہا ہے۔ وہ اسلامی لٹریچر کے پڑھنے کی خود خواہش رکھتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ ہو کر اصل حقیقت کو پالیں گے۔

سیاسی اور ملکی حالات کی بناء پر وہاں تبلیغ کی آزادی ہے۔ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے علمی طور عیسائیت وغیرہ پر کڑی تنقید کرتے ہیں۔ اور انہیں شکست دیتے ہیں۔ گورنمنٹ اس سلسلہ میں ہمیں روکتی نہیں۔ ہندو لوگ اگرچہ تقسیم ہند کی وجہ سے عام مسلمانوں سے کچھ دور سے ہو گئے ہیں۔ تاہم ہمارے گذشتہ سلوک اور تعلقات کی وجہ سے اب بھی وہ جماعت کے افراد کی عزت کرتے ہیں۔ اور ہمارے کام میں روکاوٹ پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ بعض اوقات تعاون بھی کرتے ہیں۔

مشرقی افریقہ سے پاکستان اور ہندوستان کے قرب پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جو بھی تحریک ان ملکوں میں اٹھتی ہے۔ اس کا فوری ردعمل مشرقی افریقہ میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان سے ہر پندرہ دن کے بعد اور کراچی سے ہر دوسرے مہینے ہزاروں لوگ وہاں جاتے ہیں اور اسی طرح ملک بھر کے اخبارات وہاں پہنچتے ہیں۔ وہاں کے لوگ ان سے اثر لیتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق ان کی طبائع میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر پاکستان اور ہندوستان میں ہمارا تبلیغی نظام اور زیادہ مستحکم ہو جائے۔ تو اس کا اثر بھی وہاں کی تبلیغ پر ضرور پڑے گا۔

تقریر کے خاتمہ پر آپ نے حاضرین کی طرف سے کئے گئے متعدد سوالات کے جوابات دیئے آپ کی تقریر سے قبل ہمارے جزیرہ قبرص سے آئے ہوئے بھائی مسٹر عارف نعیم نے جو مرکز میں حصول تعلیم کے لئے قیام رکھتے ہیں "جزیرہ قبرص کے حالات" انگریزی زبان میں سنائے۔

اجلاس کے خاتمہ پر جامعۃ المبشرین کے پرنسپل مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل اعلےٰ جو اس جلسہ کے صدر تھے۔ اور مکرم میاں عبدالرحیم صاحب وکیل التعلیم اور سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی

کہتی ہے ہم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟

جماعت احمدیہ کی قومی سیاسی اور ملّی خدمات کا اعتراف غیروں زبانی

(۱۹)

(مرتبہ مکرم ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر)

گذشتہ قسط نمبر ۱۸ میں قارئین کرام پڑھ چکے ہیں۔ کہ ہمارے مکرم چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو مسلمانانِ پنجاب کی طرف سے گول میز کانفرنس میں نمائندہ بنا کر بھیجا گیا۔ اور وہاں آپ نے اپنی خداداد ذہانت و قابلیت کے ایسے جوہر دکھائے۔ کہ بقول ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ دیگر مسلم مندوبین نے بار بار آپ ہی کو Spokes man (نمائندہ یا ترجمان) بنا کر پیش کیا۔ اور آپ نے حسب موقع مسلم حقوق کی تائید میں وہاں ایسی جامع۔ مانع ٹھوس مدلل اور معقول تقاریر فرمائیں۔ کہ اپنے پرائے سبھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے بلکہ وزیر ہند نے آپ کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ نے اپنے ملک اور قوم کا کیس نہایت عمدگی اور قابلیت سے پیش کیا ہے۔ اور مجھے آپ کا مستقبل بڑا شاندار نظر آتا ہے۔

ہمارے چودھری صاحب محترم نے صرف گول میز کانفرنس کے جلسوں میں ہی اپنی قوم کی زوردار نمائندگی کرتے ہوئے مخالفین کو لاجواب نہیں کیا بلکہ جب بھی آپ کو فرصت میسر ہوتی اور موقع ملتا۔ آپ اغیار کی ریشہ دوانیوں اور ان کے غلط اور گمراہ کن پراپیگنڈے کو باطل کرنے کے لئے اور انگلستان کی فضاء کو مسلمانوں کے موافق کرنے کے لئے اور بھی مختلف مقامات پر تقریریں فرماتے رہے۔ جن کے شاندار نتائج سے قوم اور ملت کو خاطر خواہ فائدہ پہنچا۔ انہی تقریروں میں سے ایک تقریر کا حال مولانا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر انقلاب کے مندرجہ ذیل مکتوب سے معلوم ہوگا۔ جو آپ نے انہی دنوں لنڈن سے لکھ کر انقلاب میں شائع کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ جو درج ذیل ہے:۔

مولٰنا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر انقلاب کا لنڈنی مکتوب

"اس ہفتے بہت سی تقریبیں پیش آئیں۔ جن کا ذکر ضروری تھا۔ لیکن کس کس کو تفصیل سے لکھوں۔ قومی نقطہ نگاہ سے آکسفورڈ کی ایک تقریب کا ذکر ضروری ہے۔ آکسفورڈ میں ایک انجمن ہے۔ جس کا نام "ریلے سوسائٹی" ہے۔ اور جسے عام طور پر انگریزی نوآبادیاں یا بہ اصطلاح مشہور مستعمرات کے مسائل سے تعلق ہے۔ مسٹر کوپ لینڈ جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں تاریخ مستعمرات کے پروفیسر ہیں۔ اس کے پریذیڈنٹ ہیں۔ گول میز کانفرنس کی وجہ سے آج کل عام انگریز ہندوستان پر بھی بطور خاص متوجہ ہیں۔ چنانچہ "ریلے سوسائٹی" نے پچھلے ہفتے گاندھی جی کو دعوت دی تھی۔ کہ وہ ان کے روبرو ہندوستان کے مسائل کے متعلق تقریر کریں۔ گاندھی جی گئے۔ انہوں نے تقریر کی۔ اور یہاں کے عام طریق کے مطابق تقریر کے بعد حاضرین نے ان سے متعدد سوالات کئے۔ بتایا جاتا ہے۔ کہ اس تقریر کا عام رجحان مسلمانوں کے حق میں نہ تھا۔ اور سوالات کے دوران میں جب ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ کیوں سمجھوتہ نہیں ہوتا۔ تو گاندھی جی نے جھٹ یہ جواب دے دیا۔ کہ گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین نامزدگان حکومت ہیں۔ اور وہ حکومت کے ایما پر چل رہے ہیں۔ لہذا سمجھوتہ نہیں ہوتا۔

گاندھی جی کی تقریر کے بعد سوسائٹی کے بعض ممبروں نے یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ اب کسی مسلمان کو تقریر کے لئے بلانا چاہیئے۔ تاکہ مسلمانوں کا زاویۂ نگاہ بھی معلوم ہو سکے۔ اس خیال کو سوسائٹی کے بعض ممبروں نے پسند کیا۔ اور چودھری ظفر اللہ خاں کو بلایا گیا۔ چودھری صاحب کا بہت اچھا استقبال ہوُا۔ صدر سوسائٹی نے لنچ میں متعدد ارباب علم و فضل کو بلایا۔ ان میں ڈاکٹر ایڈورڈ ٹامسن بھی شامل تھے۔ جنہوں نے پچھلے دنوں "ٹائمز" میں علامہ اقبال کے مسلم لیگ والے خطبۂ صدارت پر اعتراض کیا تھا۔ اور اس کا جواب انہوں نے ٹائیمز میں دیا تھا۔ شام کو ایک گھنٹہ تک چودھری صاحب نے تقریر کی۔ جس میں ہندوستان کے اندر مختلف اقوام کے کلچر۔ تمدن۔ طرز بود و ماند۔ طریق فکر و نظر۔ مشغولیات و مصروفیاتِ زندگی بلکہ اسماء تک کے اختلافات کو انتہائی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ اور اس طرح وہ تمام بنیادیں سامعین کے روبرو پیش کر دیں۔ جن پر مسلمانوں کے مطالباتِ تحفظ مبنی ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا۔ کہ اونچی جاتیوں کے ہندو اچھوتوں اور دوسرے غیر ہندوؤں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ ان کے کلچر اور مسلمانوں کے کلچر میں کیا فرق ہے۔ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ ایک حلال طیب جانور ہے۔ ہندو سود کا کاروبار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مذہب میں سود لینا اور دینا ممنوع ہے۔ مسلمان عموماً زمیندار اور کاشتکار ہیں۔ ہندو زیادہ تر بینکر اور تاجر ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے دونوں قوموں کے مقاصد میں ہر وقت تصادم کا اندیشہ رہتا ہے۔ طریق انتخاب پر بحث کرتے ہوئے چودھری صاحب نے فرمایا۔ کہ یہاں انگلستان میں عام لوگوں کے ناموں سے ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کہ کون رومن کیتھولک ہے۔ اور کون پراٹسٹنٹ ہے۔ لیکن ہندوستان میں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی ایک مشترکہ فہرست میرے سامنے یا کسی دوسرے ہندوستانی کے سامنے رکھ دی جائے۔ تو وہ بیک نظر بتا دے گا۔ کہ ہندو کون ہے۔ مسلمان کون ہے۔ اور سکھ کون ہے۔ ان حالات میں ہمارے ہاں مخلوط انتخاب رائج ہو۔ تو اسکی کیفیت یہاں کے پراٹسٹنٹ اور کیتھولک رقیب امیدواروں سے بالکل مختلف ہوگی۔ یہاں کے ووٹر محض ناموں سے مذہب معلوم نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمارے ہاں حالت بالکل مختلف ہے۔ معہذا جن اہم اختلافات کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ وہ پانچ سال کے بعد ایک مرتبہ ووٹ اکٹھے دینے سے دور نہیں ہو سکیں گے۔ غرض چودھری صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ اسلامی مطالبات کے اصول و مبادی حاضرین کے سامنے پیش کئے۔ جن سے سب بیحد متاثر ہوئے۔ تقریر کے بعد سوا گھنٹے تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور چودھری صاحب جوابات دیتے رہے۔ انہی میں گاندھی جی کا وہ خیال بھی چودھری صاحب کے سامنے ایک صاحب نے سوال کے ضمن میں پیش کیا۔ جس کا تذکرہ میں اوپر کر آیا ہوں۔ چودھری صاحب نے اس کا بھی مسکت جواب دے دیا۔ آخر میں مسٹر کوپ لینڈ نے فرمایا۔ کہ یہاں کے لوگوں کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات پیش ہونے کا یہ پہلا موقعہ ہے۔ گاندھی جی سے جتنے سوالات کئے گئے تھے۔ ان کے جوابات کی نسبت حاضرین کا احساس یہ تھا۔ کہ وہ مبہم تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گاندھی جی صاف بات نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن چودھری صاحب کے تمام جوابات صاف واضح ہیں اور غیر مبہم تھے۔" (اخبار انقلاب لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء)

نمائندین پنجاب کی طرف سے چودھری صاحب کا شایانِ شان استقبال

نامہ نگار الفضل نے مندرجہ ذیل اطلاع دی تھی۔ کہ "لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء آج آٹھ بجے صبح فرنٹیر میل سے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹرایٹ لاء مندوب گول میز کانفرنس یہاں پہنچ گئے۔ تمام اکابر و شرفاء جن میں آنریبل سردار سکندر حیات خاں۔ نواب مظفر خاں۔ ملک خضر حیات خاں اور بہت سے وکلاء بیرسٹر اور اسلامی اخباروں کے ایڈیٹر بھی شامل تھے۔ ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔ چودھری صاحب کو پھولوں کے اس قدر ہار پہنائے گئے۔ کہ کثرت کی وجہ سے کئی دفعہ اتارنے پڑے۔" (اسی دن) ½۹ بجے احمدیہ ہوسٹل ۶ لٹن روڈ میں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کی طرف سے چودھری صاحب کے اعزاز میں بعض شرفاء شہر کو چائے کی پرتکلف دعوت دی گئی۔ چائے کے بعد امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک مختصر تقریر میں چودھری صاحب کا خیر مقدم کیا۔ چودھری صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"مسلم مندوبین نے انتہائی اتحاد و ہم آہنگی سے کام کیا ہے۔ اور اس اتحاد کی برکت یہ ہے۔ کہ انگلستان میں ان کی متحدہ رائے بے انتہا وقیع اور وزنی سمجھی جاتی ہے۔ ذمہ وار حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا رویہ شروع سے لے کر آخر تک بے حد معقول اور مدلل رہا۔ اور سب پر ثابت ہوگیا۔ کہ گفتگوئے مصالحت کی ناکامی کے ذمہ دار اغیار رہے ہیں۔ مسلمان ہرگز نہیں۔" الخ (الفضل ۳ دسمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۲)

لجنات اماء اللہ توجہ کریں

جماعت کے مردوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر ایک مختصر سا تعلیمی نصاب مقرر کیا گیا تھا۔ جس کا اعلان الفضل کے ذریعہ کر دیا گیا تھا۔ وہ نصاب ماہ جنوری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کا امتحان ماہ فروری کے پہلے ہفتہ میں رکھا گیا تھا۔ ماہ فروری کا پہلا ہفتہ گزر چکا ہے۔ براہ مہربانی تمام لجنات اپنی اپنی ممبرات کا امتحان لے کر نتیجہ سے آگاہ کریں۔ نتیجہ اس طرح مرتب کیا جائے۔ کہ پہلے کل ممبرات بتائی جائیں۔ پھر یہ لکھیں۔ کہ (۲) اتنی ممبرات نے امتحان دیا۔ (۳) اتنی کامیاب ہوئیں۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ)

دفتر لجنہ اماء اللہ کے لئے ایک آفس سیکرٹری کی ضرورت

دفتر لجنہ اماء اللہ کے لئے ایک آفس سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ لیاقت کم از کم بی۔اے پاس ہو۔ بی۔اے کے لگ بھگ تعلیم والی بہنوں کی درخواست پر بھی غور کیا جائے گا۔ رہائش کے لئے کوارٹر دیا جائیگا۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ خواہشمند بہنیں جلد از جلد اپنی درخواستیں بھجوائیں۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ربوہ)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام دوسری ٹریننگ کلاس

لجنات اماء اللہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت کے معاً بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام دوسری ٹریننگ کلاس کھولی جائے گی۔ تمام لجنات کو چاہیئے کہ اپنی اپنی لجنہ سے ایک ایک ممبر ٹریننگ کے لئے بھجوائیں۔ یہ کلاس پندرہ روزہ ہوگی۔ براہ مہربانی لجنات اماء اللہ جن کو بھجوائیں۔ ان کے نام ابھی سے بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ)

کتاب کی ضرورت

کتاب "حضرت مسیح موعود و علماء زمانہ" زیر طبع ہے۔ اس کا حصہ دوم برائے کتابت درکار ہے۔ ایک ماہ کے بعد واپس کر دی جاویگی۔ اگر کسی دوست کے پاس ہو۔ تو پتہ ذیل پر بھیج دیں۔ عبد الرحمٰن بی۔اے (مہر سنگھ) بھلوال ضلع سرگودھا۔

حضرت باوا نانک صاحب اور سکھ ودوان

(از مکرم عطاء اللہ صاحب گیانی)

حال ہی مشرقی پنجاب سے ایک سکھ نے مجھے کچھ لٹریچر ارسال کیا ہے (جس میں اکالی جودھا پٹیالہ و رنجیت پٹیالہ کے سنہ ۱۹۵۰ء کے نانک نمبر بھی شامل ہیں) اور خواہش ظاہر کی ہے کہ میں ان اخباروں میں شائع شدہ ایس پرتھی پال سنگھ صاحب کے مضمون سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔ یہ اخبار ہمیں براہ راست بھی موصول ہوئے تھے مگر اب چونکہ ان سے متعلق یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اس لئے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

ایس پرتھی پال سنگھ صاحب نے اس مضمون کا عنوان "خدا نانک" تجویز کیا ہے۔ اس عنوان سے ظاہر ہے کہ اس کا مقصد جناب بابا نانک صاحب کی الوہیت کو ثابت کرنا ہے۔ اگر گیانی صاحب اس عنوان کو تجویز کرنے سے قبل جناب بابا نانک صاحب کا اپنا کلام مدنظر رکھتے تو ہرگز ہرگز ان کے قلم سے ایسا عنوان نہ لکھا جاتا۔ ہمارے نزدیک بابا صاحب کی پوزیشن ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جان سکتا۔ باوا صاحب کے اپنے اقوال گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں جن میں انہوں نے اپنی الوہیت کا واضح الفاظ میں انکار کیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

"ہم آدمی ہاں اک دمی مہلت مہت نہ جانا" (محلہ اصفحہ ۶۶۰)

یعنی ہم ایک سانس کے آدمی ہیں۔ ہم مہلت گھڑی اور پل وغیرہ نہیں جانتے۔ (ترجمہ از گورو گرنتھ دپش صفحہ ۴۸)

شبد ارتھ گورو گرنتھ صاحب میں بابا صاحب کے مندرجہ قول کے معنے یوں بیان کئے گئے ہیں:

"ہم آدمی ہیں۔ اک دمی ہیں۔ یعنی دم بھر کے جینے والے ہیں۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ ہماری زندگی کی میعاد کب ختم ہوگی اور کب ہم نے مر جانا ہے۔"

(ترجمہ از شبد ارتھ گرنتھ صفحہ ۶۶۰)

ایک اور مقام پر گورو گرنتھ صاحب میں بابا صاحب کا یہ ارشاد موجود ہے:-

"ماٹس مورت نانک نام" (محلہ ا صفحہ ۳۵)

یعنی میں ایک انسان ہوں بابا نانک میرا نام ہے۔

سکھوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو بابا صاحب کے اس قسم کے اقوال کے پیش نظر بیان کرتے ہیں کہ:-

"گورو نانک بھی ہمارے جیسا انسان تھا"

(ترجمہ از خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء)

ایک اور سکھ ودوان سردار جی۔ بی سنگھ صاحب بابا نانک کی الوہیت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"بابا نانک صاحب نے اپنے اشعار میں خود کو بندہ بیان کیا ہے اور خدا کو نرنجن نرکار، برہم، پرمیشر، غیر مجسم اور جنم مرن سے پاک تسلیم کیا ہے۔ گورو نانک صاحب خود ایسے اعتقاد کو حد درجہ کا شرک سمجھتے اور کبھی کبھی گوارا نہ کرتے۔"

(ترجمہ از پنجابی ساہت جون سنہ ۱۹۴۵ء)

الغرض یہ ایک حقیقت ہے کہ جناب بابا نانک صاحب کو کہیں بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ الوہیت کے حامل ہیں بلکہ اس کے برعکس انہوں نے اپنے مقدس کلام میں بالکل واضح اور بین الفاظ میں خود کو انسان اور بندہ ظاہر کیا ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی کا آپ کو خدا قرار دینا آپ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوگا۔

پرتھی پال سنگھ نے اپنے مضمون کی ابتدا مندرجہ ذیل الفاظ سے کی ہے:-

"مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اعلان کیا:-

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول وخاتم النبیین

یعنی میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ اعلان مدینہ کی مسجد نبوی میں ہوا۔ اور اسلامی دنیا نے اسے قبول کیا (قرآن مجید) لیکن جب پیغمبر صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) گھر تشریف لائے۔ تو آپ کی بیوی جو بہت پارسا اور عبادت گذار تھیں بہت نرمی سے کہنے لگیں۔ یا نبی تلو ان خاتم النبیین لا قل نبی بعدہ۔ یعنی اے میرے سرتاج آپ یہ نہ کہیں کہ میں آخری نبی ہوں۔ لیکن یہ نہ کہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

(ترجمہ از اکالی جودھا رنجیت ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۵۰ء)

گیانی صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سراپا غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہمیں اس بات کا بیحد افسوس ہے کہ گیانی صاحب اپنے پاس سے ایک بات گھڑ کر سکھ پبلک کو خواہ مخواہ دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ گیانی صاحب نے نہ تو قرآن مجید کی آیت ہی صحیح طور پر نقل کی ہے اور نہ حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کو ہی درست لکھا ہے۔ قرآن مجید کی صحیح آیت اس طرح ہے:-

مَاکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(سورہ احزاب)

اور حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ"۔

(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

گیانی صاحب کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مندرجہ بالا قول کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور حضورؐ کی زبان مبارک سے خاتم النبیین کی آیت منسوخ کروایا گیا ہے بالکل بے بنیاد ہے جس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اگر گیانی صاحب عربی زبان اور اس کے قواعد سے کچھ بھی واقف ہوتے تو اس قسم کی فاش غلطی ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ اس قول کے مخاطب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ تمام مسلمان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے "انہ" اور "بعدہ" کی غائب ضمیریں استعمال کی گئی ہیں۔ اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہوتا تو پھر یہ قول یوں ہونا چاہئے تھا۔

قل انا خاتم الانبیاء ولا تقل لا نبی بعدی

اس کے علاوہ گیانی صاحب کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول سے یہ سمجھنا کہ اس میں گویا خاتم النبیین کی آیت کی تردید کی گئی ہے حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔ اس قول میں تو خاتم النبیین کی آیت کو درست تسلیم کیا گیا ہے اور اس کی تشریح کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجا طور پر خاتم النبیین ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے صحیح نہیں کیونکہ قرون اولیٰ سے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد آخری زمانہ میں مہدی اور مسیح نزول فرما ہونگے جو دوبارہ اسلام کی اشاعت کریں گے اور شریعت کو دوبارہ قائم کریں گے مسلمانوں کے اس عقیدہ کا اقرار سکھ ودوانوں کو بھی ہے چنانچہ ڈاکٹر رن سنگھ صاحب بیان کرتے ہیں:-

"مسلمانوں کے ہاں بھی لکھا ہے کہ جب قیامت نزدیک آئے گی۔۔۔۔ تو میر مہدی پیغمبر ظاہر ہوگا۔"

(ترجمہ از دسم گرنتھ نرنے صفحہ ۶۷)

ایک اور سکھ ودوان بھائی سیوا سنگھ صاحب بخاری کی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس سے یہ بات اور بھی زور سے ثابت ہوگئی کہ نہ صرف پچھلے زمانہ کے نبی اور پیغمبر بھی سر پر بال رکھتے تھے بلکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آنے والے زمانہ میں بھی جو نبی آئے گا اس کے سر پر بھی بال ہوں گے۔" (ترجمہ از کیش صفحہ ۷۱)

مسلمانوں کے اس عقیدہ کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث نبویہ پر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں جو حدیث کی مشہور کتاب مسلم میں درج ہے آنے والے مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ بیان فرمایا ہے۔ حضور کے اس ارشاد کی بناء پر ہی امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا ہے:-

"من قال بسلب نبوتہ کفر حقا"

یعنی جو آنے والے مسیح کی نبوت سے انکار کرے گا وہ پکا کافر ہوگا۔

پس حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے قول میں جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وضاحت میں ہے۔ تا مسلمان کسی قسم کی ٹھوکر کا شکار نہ ہو جائیں۔ گیانی پرتھی پال سنگھ کا اسے خاتم النبیین کی تردید خیال کرنا ان کی نادانی اور ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلامی عقیدہ کے مطابق اللہ تبارک وتعالے نے خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اور اسی کی بنا پر حضورؐ نے خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ چنانچہ سردار جی۔ بی سنگھ بیان کرتے ہیں۔

"حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو نبی اکمل اور خاتم المرسلین بھی کہتے تھے۔"

(ترجمہ از پراچین بیڑاں صفحہ ۳۵۷)

تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ خاتم النبیین کی آیت سنہ ۵ھ میں نازل ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد سنہ ۹ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی۔ حضورؐ نے اس کی وفات پر اپنے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

"لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا" (ابن ماجہ)

یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ تو وہ سچا نبی ہوتا۔ سکھ کتب سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ جناب بابا نانک صاحب بھی رسول کریمؐ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا میں آپ کا ارشاد موجود ہے:-

"نانک درویش ستھ جوڑ کے (دب اگے)
عرض کیتی ہے سچے صاحب اگے کدھ
ختم پیغمبراں دا پیغمبر محمد مصطفےٰ سنسار
وچ بھیجیا ہے۔" (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۴)

یعنی:- "میں نے (نانک نے) ہاتھ باندھ کر عرض کی سچے صاحب اس سے پہلے آپ نے خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا ہے۔"

(جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۵۱)

ایک اور مقام پر مرقوم ہے:-

"پھیر حکم رب دا ایس روتس ہویا ہے
جو سب پیغمبراں دا ختم محمدؐ مصطفےٰ دنیا
میں بیڑا چائے گیا ہے۔"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۶)

یعنی "خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے سامنے عالم کو راہ دکھلانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ (جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۵۴)

ان حوالجات سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ حضرت بابا نانک صاحب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے تھے۔ اور آپ کا ایمان تھا۔ کہ آپ کو یہ مقام اور مرتبہ اللہ تعالے نے عطا کیا ہے۔ حضرت بابا نانک صاحب کا مندرجہ ذیل قول بھی سکھ لٹریچر میں موجود ہے۔

حں صلاحت محمدی مکھ ہی آکھیونت
خاصہ بندہ سجیا سر متراں ہے ہت

(جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۴۶)

یعنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد ہمیشہ

بیان کرتے رہے۔ آپ خدا کے خاص بندے تھے اور خدا کے تمام دوستوں (نبیوں) کے سردار تھے۔ گویا بابا صاحب نے اپنے اس قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سید المرسلین بیان کیا ہے۔ اور یہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کی تشریح ہے۔

نیز جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بابا صاحب کا یہ قول موجود ہے۔

"اوہ پیغمبر ہویا بڑا"

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ورق ۳۳)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت بڑے نبی ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ دسم گرنتھ میں آپ کے متعلق مرقوم ہے

کہا شاہ آدم محمد ختم (دسم گرنتھ صفحہ ۱۲۶۹)

دسم گرنتھ کے اس قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہ آدم (سید ولد آدم) اور ختم (خاتم النبیین) بیان کیا گیا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضور کا سید ولد آدم ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی تشریح ہے۔ اس کے علاوہ گورو گرنتھ صاحب میں بابا صاحب موصوف کا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔

پیر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رشید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود
محلہ ۱ صفحہ ۵۳

بابا صاحب نے اپنے مندرجہ بالا شبد میں نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور سالکوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنا اور خدا سے بڑے بڑے انعام پانا تسلیم کیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ آپ کے بعد آنے والے نبی۔ صدیق اور شہید وغیرہ جو آپ پر درود پڑھیں گے۔ آپ کے متبعین ہی ہو سکتے ہیں۔ اور درود پڑھنے والوں کا خدا تعالیٰ سے بڑے بڑے انعام پانا بھی اسلامی نظریہ ہے۔ نیز خدا کا سب سے بڑا انعام نبوت ہی ہے۔ اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ بابا صاحب نے اپنے اس شبد میں یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ درود شریف میں جس سب سے بڑے انعام کے ملنے کا ذکر ہے۔ وہ نبوت ہے۔

الغرض یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ حضرت بابا نانک صاحب کا بھی یہی نظریہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور آپ تمام انبیاء اور مرسلین کے سردار ہیں۔ نیز آپ کی غلامی اختیار کرنے والوں اور درود شریف پڑھنے والوں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام حاصل ہوگا۔

ولادت

میرے بھائی عبد الحمید صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام انوار العزیز تجویز کیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ نومولود کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز اللہ تعالیٰ اسے خادم دین بنائے۔ آمین۔ عبد الوحید سلیم سٹوڈنٹ ایف۔ ایس۔ سی تعلیم الاسلام کالج لاہور

(۲) ۱۰ ماہ تبلیغ کو خاکسار کے چھوٹے بھائی چوہدری محمد حسین صاحب ملازم پولیس ٹرانسپورٹ لاہور کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ احباب جماعت نومولودہ کے صالحہ بننے کی دعا فرما کر ممنون فرماویں۔

حکیم عبد اللطیف شاہد (ربوہ)

درخواست دعاء:۔ میری بھانجی سکینہ بیگم اہلیہ کپتان عبد الحمید صاحب جمیعت سنگھ جانکی دیوی ہسپتال لاہور میں بچہ کی پیدائش کے بعد ستو تک کے بخار کی وجہ سے داخل ہسپتال ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ ملک غلام مصطفےٰ لاہور۔

اعلان دار القضاء

ناظر صاحب امور عامہ نے قضاء میں درخواست دی ہے۔ کہ حکیم طفیل محمد صاحب مرحوم ڈھیسیاں ضلع جالندھر کا ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اس لئے قضا اعلان کرتی ہے۔ کہ حکیم صاحب مرحوم کے ترکہ کا کوئی وارث اپنے آپ کو شرعی طور پر ترکہ میں حصہ دار سمجھتا ہے۔ تو وہ انتیس فروری تک دفتر ہذا کو اپنے دعویٰ سے اطلاع دے۔ نیز حکیم صاحب مرحوم کا ایک لڑکا سمیع اللہ فسادات کے بعد لاہور آکر کہیں معدوم ہو گیا ہے۔ اگر وہ خود اس اعلان کو دیکھے۔ یا کسی دوست کو ان کا علم ہو۔ تو دفتر ہذا کو ان کے متعلق اطلاع دیں۔

(ناظم قضا سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

اعلان نکاح

میری بیٹی عزیزہ مسعودہ بیگم کا نکاح مورخہ ۲۸-۱۲-۵۱ کو ہمراہ عزیزم افضل احمد صاحب پسر چوہدری نادر علی صاحب ساکن شیخ پور ضلع گجرات حال سرگودھا کے ساتھ مولوی عطاء اللہ صاحب سابق مبلغ فرانس نے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت اس نکاح کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔

(خاکسار چوہدری ثناء اللہ ساکن سید ادپور ضلع شیخوپورہ)

اسلامی ممالک پاکستان کے وزیر خارجہ کا دلی خیر مقدم کریں گے (مفتی اعظم فلسطین)

کراچی ۱۳ فروری: فلسطین کے مفتی اعظم جناب امین الحسینی نے اعلان کیا ہے کہ مصر اور ایران کے حالیہ واقعات میں مسلمانوں کے جاگنے کے آثار نظر آرہے ہیں۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے مشرق وسطی کے متوقع دورے سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی اعظم نے فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ تمام مسلمان ملک چوہدری صاحب کا دلی خیر مقدم کریں گے۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا۔ کہ وزیر خارجہ کا دورہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ (نوائے پاکستان)

مفتی اعظم قائد اعظم کے مزار پر

کراچی ۱۳ فروری: مفتی اعظم فلسطین جو احتفال علمائے اسلام میں شرکت کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں آج فاتحہ خوانی کے لئے قائد اعظم۔ اور لیاقت علی خان مرحوم کی قبروں پر گئے۔ آپ تعزیت کے لئے بیگم لیاقت علی خان سے بھی ملے۔

"پاکستان آبزرور" بند کر دیا گیا!

ڈھاکہ ۱۳ فروری: حکومت مشرقی بنگال نے انگریزی روزنامہ "پاکستان آبزرور" کو مشرقی پاکستان پبلک سیفٹی ایکٹ ۱۹۵۱ء کے تحت بند کر دیا ہے۔

سرکاری اعلان میں اخبار پر ملک کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کا الزام لگایا ہے۔ اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ کچھ لوگ جو اس اخبار کے ساتھ پچھلے دو برس سے وابستہ ہیں۔ اپنی فسادی کا مرکز بیرون ملک میں قائم کئے ہوئے ہیں۔

کلرکوں کی جگہ پر مشینیں!

لندن ۱۴ فروری۔ برطانیہ میں ایسے تعلیمیافتہ نوجوانوں کی کمی ہو گئی ہے۔ جو بنکوں میں کلرک بننے کے خواہاں ہوں اس لئے مالی کاروبار کرنیوالے برطانوی ادارے حساب کتاب کرنیوالی مشینوں کی طرف زیادہ متوجہ ہو رہے ہیں۔

اس قسم کی جدید ترین مشین لندن میں "مڈلینڈ بنک" نے نصب کرائی ہے۔ یہ ایک مشینی "خزانچی" ہے جو ایک گھنٹہ میں کم از کم ۱۵۰۰۰ ہزار نوٹ گن سکتا ہے برطانیہ میں اپنی نوعیت کی یہ ایک پہلی مشین ہے اس کے ساتھ ہی نوٹوں کو وزن کرنے کے لئے ایک ترازو بھی لگایا گیا ہے۔ اسے اسقدر صحت کے ساتھ بنایا گیا ہے کہ اگر ایک پلڑے میں ڈاک کی ایک ٹکٹ بھی ڈالی جائے تو توازن خراب ہو جاتا ہے۔ (اسٹار)

ظفر اللہ خان آج لنڈن پہنچینگے

لندن ۱۴ فروری۔ پاکستان کے وزیر خارجہ آج صبح سویرے ہیگ سے روانہ ہو کر ۸ بجے لندن پہنچ جائینگے آپ سب سے پہلے نئے ہائی کمشنر میرزا ابوالحسن اصفہانی سے گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد لارڈ اسمے اور وزیر خارجہ انتھونی ایڈن سے ملاقات کریں گے۔ کل آپ ہائی کمشنر کی معیت میں شاہ جارج کے جنازے میں شریک ہونگے۔

گندم کے نرخوں میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے

لاہور ۱۳ فروری۔ گندم اور گندم کے نرخوں میں اضافہ کا رجحان ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ تقریباً ہر روز گندم اور آٹے کے بھاؤ میں قدرے اضافہ ہو ہی جاتا ہے۔ چند روز قبل مقامی غلہ منڈی میں آٹے کا بھاؤ ۳۲ تا ۳۳ روپے فی بوری تھا۔ اور آج ۳۴½ روپے بوری فروخت ہوئی

ڈپوؤں پر آٹا تقریباً نایاب ہے۔ نمائندہ "پاکستان ٹائمز" نے آج کئی ڈپوؤں کا معائنہ کیا۔ اور ہر ڈپو پر بہت سے لوگوں کو آٹے کی تلاش میں پریشان پایا۔ عام دکانوں پر آج آٹے کا پرچون بھاؤ دو سیر فی روپیہ رہا۔ اندیشہ ہے کہ اگر صورت حال یہی رہی۔ تو نرخوں میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

گندم اور آٹے کی اس روز افزوں گرانی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے آج وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے ہال میں لاہور کے شہری اور سول مسلم لیگ کے زیر اہتمام مقامی مسلم لیگی کارکنوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں اشیائے خوردنی کے بارے میں حکومت پنجاب کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی گئی (پاکستان ٹائمز)

لنڈن کے وسط میں مسجد تعمیر کرنے کی تجویز

لندن ۱۴ فروری۔ لندن میں اسلامی ثقافتی مرکز کے ڈائریکٹر شیخ علی حسن عبدالقادر نے تجویز کی ہے کہ ایک کمیٹی قائم کی جائے۔ جو لندن کے وسط میں مسجد کی مجوزہ تعمیر میں مدد کرے۔ لندن کے وسطی علاقہ میں مسجد کی تعمیر کی تجویز ۱۲ سال ہوئے پیش کی گئی تھی۔ اور حکومت برطانیہ کے تعاون سے ریجنٹ پارک کے قریب اس مقصد کے لئے اچھی جگہ پر زمین بھی حاصل ہو گئی ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کی تعمیر پر تقریباً ۲۰۰۰۰۰ پاؤنڈ کی رقم صرف ہوگی۔

سابقہ ہائی کمشنر مسٹر رحمت اللہ گزشتہ شب پیرس اپنے نئے عہدے کا چارج لینے کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔ انہیں الوداع کہنے کے لئے سرکاری سفارتی اور نجی حلقوں کی بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ (اسٹار)

کمیونسٹوں نے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کو پراپیگنڈا کا ذریعہ بنا رکھا ہے

واشنگٹن ۱۴ فروری۔ امریکی کانگرس کے دو ارکان نے جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں امریکی وفد کے رکن تھے۔ کانگریس کے نام ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ "اشتراکیت کے خلاف آزاد اقوام عالم کی کشمکش میں اقوام متحدہ ایک مرکزی "میدان کارزار" کی حیثیت کا حامل ہے" اپنی رپورٹ میں اقوام متحدہ کے حالیہ اجلاس پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا۔ اشتراکیوں نے تو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کو اپنے پروپیگنڈے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے۔ لیکن آزاد قوموں کو بھی اقوام متحدہ کے ذریعہ یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اشتراکیوں کے جھوٹ کو بے نقاب کریں۔ انہوں نے کہا "ہمیں یقین ہے کہ بالآخر صداقت ذہن انسان پر غلبہ پائے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی اشتراکی ملکوں کے عوام تک نہیں پہنچ سکتا۔

(ی۔س۔ا۔س)

مکہ معظمہ میں بجلی لگانے کا کام ایک پاکستانی کی زیر نگرانی ہوگا

لاہور ۱۴ فروری (بذریعہ ڈاک) کراچی کے شہری مسٹر ایم اے ملک کے سپرد یہ خدمت کی گئی ہے۔ کہ مکہ معظمہ کے شہر میں جو بجلی لگائی جا رہی ہے وہ اس کی نگرانی کریں۔ بجلی کا سارا سامان جدہ کی بندرگاہ پر برطانیہ سے آرہا ہے۔

۲۵ لاکھ پونڈ کا ٹھیکہ ایک برطانوی فرم کو دیا گیا ہے۔ سعودی الیکٹرک سپلائی کمپنی سے مکہ کی ایک فرم نے ٹھیکہ لیا۔ جس کی تکمیل برطانیہ سے ہوگی۔ اور اس سارے کام کے نگران مسٹر ملک ہوں گے۔ اس ٹھیکہ کے معاہدے پر دستخط بھی ہو چکے ہیں۔

یہ بجلی گھروں اور صنعتی اداروں کو مہیا کی جائیگی مشینوں۔ موٹر گراجوں۔ چکیوں اور برف کے کارخانوں میں اس سے کام لیا جائے گا۔ ابھی تک اس متبرک اور مقدس شہر میں عام بجلی مہیا کرنے کا کوئی انتظام نہیں چند لوگوں نے اپنے طور پر بجلی پیدا کرنے کے پلانٹ لگا رکھے ہیں۔ لیکن جب بجلی لگ گئی تو سب سے پہلے مقامات مقدسہ میں روشنی پہنچائی جائے گی۔ یہ سارا کام ایک سال کے اندر اندر پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیگا۔ (ب۔ا۔س)

مصر اور برطانیہ کے درمیان متوقع گفت و شنید

لندن ۱۴ فروری۔ سرکاری حلقے کل وزیر خارجہ مسٹر ایڈن اور امر پاشا مصری سفیر کے درمیان متوقع ملاقات کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ یہ ملاقات صبح کو ہونے والی تھی۔ لیکن مصر کے شاہی مشن کی آمد میں دیر ہو جانے کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔

اگرچہ یہ کہا جا رہا ہے کہ حالیہ ملاقاتوں میں حالات کا جائزہ لینے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ تاہم عام طور پر امید بڑھ رہی ہے کہ اینگلو مصری بات چیت ۴ بجے سے شروع ہو جائے گی۔ عرب ممالک کی حکومتیں بھی ان حالات کا بغور مطالعہ کر رہی ہیں۔ کیونکہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ کامیاب نتیجے سے عرب لیگ کا وقار بڑھ جائیگا (اسٹار)

مختصرات

بیروت ۱۴ فروری۔ یہاں کی امریکی یونیورسٹی کے طلباء میں سیاسی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض طلباء شامی حکومت کے خلاف احتجاج کے طور پر ہڑتال کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لیکن جو طلباء شامی سٹوڈنٹ پارٹی میں شامل ہیں وہ اسکے مخالف ہیں موخرالذکر جماعت کا کہنا ہے کہ شامی حکومت کی سرگرمیاں شام کے قومی عزائم کے مطابق ہیں۔ اسٹار

بیروت ۱۴ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ پائپ لائن کمپنی سعیدہ میں تیل صاف کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔ (اسٹار)

زلزلہ میں تباہ شدہ شہر کی دریافت

لندن ۱۴ فروری۔ اکسفورڈ اور سڈنی کی یونیورسٹیوں کے ماہرین آثار قدیمہ نے ایک ایسے شہر کے مکانات کھود کر نکالے ہیں جو غالباً ۲۰۰۰ سال قبل مسیح میں زلزلہ سے تباہ ہو گیا تھا۔

مسلسل کھدائی کرتے رہنے کے بعد ان ماہروں نے ۷۰۰۰ ق م سے اس کی تباہی کے وقت تک شہر کی تاریخ مرتب کر لی ہے۔ (اسٹار)